’’میرا حج پھٹنے کو ہے......‘‘

ذوالکفل بخاری
اُملج (سعودی عرب)

سنا ہے اس سال مصر کے بڑے مفتی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ مفت حج جائز نہیں ہے۔ سعادت حسن منٹو کہا کرتے تھے ’’مال حرام بود و بجائے حلال رفت‘‘ سرکاری مال کو مفت کا مال سمجھنے والے چھوٹے چھوٹے ’’مفتی‘‘ اور بڑے بڑے ’’مفتے‘‘ اگر سال میں ایک آدھ بار حج بھی کر لیں تو کیا قیامت آجائے گی؟ کوئی قیامت نہیں آئے گی۔ کیوں کہ قیامت اپنے مقررہ وقت اور دن سے پہلے کبھی نہیں آسکتی۔ بطور مسلمان یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ فتوے والے مفتیوں کا بھی اور مفت والے مفتیوں کا بھی۔

اس سال کے حج کی سب سے اہم خبر یہ تھی کہ لوگ امن اور سلامتی والے ان مہینوں، دنوں اور مقامات سے بالکل امن وسلامتی سے گزرے اور وہ جو جان سے گزرے وہ بھی بحفظ وامان گزرے۔ آسودہ، آمادہ، تیار، لبیک کہتے ہوئے، راضی برضا، جو تیرا حکم، جو تیری رضا، جو تو چاہے ’’حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں‘‘ پکارتے ہوئے۔ کسی نے در پر، کسی نے چوکھٹ پر اور کسی نے رہگزر میں آخری لبیک کہی۔ جس نے بھی دل نذر کیا اور جس نے بھی جاں واری، یہی کہتے ہوئے کہ:

تیرا آستاں جو نہ مل سکا، تیری رہگزر پہ جبیں سہی
ہمیں سجدہ کرنے سے کام ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

یہی بات بھارت کی ایک جواں سال خاتون نے کہی۔ نو اور دس ذی الحجہ کی درمیانی رات میدان مزدلفہ کی سرد لمبی رات میں، کھلے آسمان تلے آباد، حدِ نگاہ تک پھیلتے ہوئے لاکھوں کلمہ گوؤں کے شہر یک شب میں ایک تنہا خاتون وہ بھی تھی جس کے خاوند نے پہلو میں درد کی شکایت کی تو فوراً طبی امداد کے مرکز کا مستعد عملہ اسے فوراً ہی اپنی عمارت میں لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹرز میں سے ایک، خستہ چال چلتا ہوا باہر آیا اور اس نے اٹک اٹک کر خاتون کو بتایا کہ مریض محبت نے علاج سے پہلے شفا پائی ہے۔ عمر بھر کی بے قراری کو قرار آچکا ہے۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ تب حمد ومناجات، تسبیح و تہلیل اور گریہ وزاری سے آباد میدانِ مزدلفہ کی وسعتوں میں، اس نے چند بول ایسے بھی سنے جنھیں وہ زندگی بھر بھلا نہ پائے

گا۔ نوجوان بیوہ نے کہا ''الحمدللہ مالک نے میرے شوہر کی آرزو پوری کر دی۔ وہ یہی تمنا لے کر یہاں آیا تھا:

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

لیکن اگر میں سوچتا ہوں کہ ہم آپ آخر کس دنیا میں بس رہے ہیں؟ ایسے میں مجھے اپنا دوست ''چودھری بٹ'' بہت یاد آتا ہے۔ چودھری ذات کا جاٹ ہے لیکن بٹ برادری سے اس کے بعض ناگزیر اور ناگہانی تعلقات کی روشنی میں اسے چودھری بٹ کہنا ہی صائب و مناسب لگتا ہے (بلکہ فقہا کی زبان میں ''احواط واسلم وانسب'' لگتا ہے)۔ چودھری ایک پڑھا لکھا آدمی ہے۔ خوش ذوق، خوش حال اور خوش شکل۔ ایک کامیاب کاروباری، انگریزی میں طاق، اردو میں رواں، فارسی میں بلبل، ایم اے انگریزی کرنے کے زمانے میں ہم اکٹھے تھے۔ چودھری مجھ سے پوچھا کرتا کہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے ہر سال لاکھوں مسلمان اپنے اپنے ملک کے زرمبادلہ کا کروڑوں کا نقصان کرتے ہیں، اس سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ نماز کے بارے میں بھی چودھری کے خیالات اسی طرح کی روشن خیال ابتذال پسندی سے عبارت تھے لیکن وہ مصلحتاً (اور شاید مروتاً بھی) میرے سامنے ان کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ چودھری جسمانی فٹنس اور روحانی بالیدگی و نشاط کے لیے یوگا ورزشوں کا از حد معترف تھا اور ان پر نہایت اہتمام اور پابندی سے سال بسال سے عامل تھا۔ ہر سال دو سال بعد کسی تفریحی سفر کو وہ اپنے لیے لازم جانتا تھا۔ اس کے پسندیدہ تفریحی مقامات میں بنکاک اور بیروت وغیرہ سرفہرست تھے۔ بعض عرب اخبارات میں رپورٹ کیا گیا ہے کہ عین حج کے متبرک اور قبولِ ایام میں بعض خلیجی ریاستوں میں عیش و نشاط کے نام پر کیا کیا نامقبول اور نامعقول ہنگامہ ہائے طرب و بدمستی برپا کیے گئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ رپورٹس پاکستانی اردو میڈیا تک پہنچیں یا نہیں۔ ہمارے یہاں ایک خاص تعداد چونکہ ان پرجوش اور بیگانہ ہوش مسلمانوں کی بھی ہے جو عربوں کو منہ بھر کے گالی دینا ''کارِ ثواب'' سمجھتے ہیں۔ اس لیے یہ بتانا اور جتلانا بھی ضروری ہے کہ عجمی اخلاق و دیانت کے جو مظاہرے یہاں خلیج میں عموماً اور ایام حج میں خصوصاً سعودیوں کے مشاہدے میں آتے ہیں، ان سے ہماری نیک نامی کو چھوڑیے، خود حج جیسے عمل کو، جس کے لیے لاکھوں روپوں کا خرچ اور ہزارہا میل کی مسافت گوارا کی جاتی ہے۔ کیسے کیسے جھٹکے نہیں لگتے؟

جواں سال ڈاکٹر فاروق' ایک ہندوستانی سرجن ہیں اور سعودی وزارت صحت میں ملازم ہیں۔ وجیہہ، خوش اطوار اور خوش گفتار، غازی آباد (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ کلکتے میں پلے بڑھے اور علی گڑھ میں پڑھے۔ حج سے چند دن پہلے کی بات ہے کہ ایک دن کچھ سراسیمہ اور گڑبڑائے ہوئے نظر آئے۔ پوچھا خیریت ہے؟ فرمانے لگے حج کی تیاری ہے۔ عرض کیا اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ فرمایا نہیں وہ ہمارے فلاں کولیگ بھی فیملی سمیت حج کو جا رہے ہیں۔ آج

وہ لوگ ہمیں ملنے آرہے تھے، ان کی پوری فیملی تھی۔ بس غضب ہوگیا۔ کیا ہوگیا ڈاکٹر صاحب؟ ارے صاحب ان ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ سے ہمارا سامنا ہوگیا۔ ان کی ''حج کی تیاری'' اتنی زبردست تھی کہ میرا حج تو بس پھٹنے ہی لگا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کا اشارہ ان محترمہ کے لباس بے لباسی کی طرف تھا۔

مصر کے مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ مفت کا حج، سرکاری مال سے کیا گیا حج جائز نہیں، مقبول نہیں۔ مفتی صاحب! یہ بھی فرمائیے کہ مال حرام سے، رشوت سے، چوری ڈاکے سے، غبن سے، ظلم وزیادتی سے، ملاوٹ اور ناجائز منافع خوری سے کمائی گئی دولت سے حج کرنا کیسا ہے؟ ویسے تو ہمارے پاس ''مفتی'' محمد علی درانی اور ''مفتی'' شیخ رشید جیسے فقہائے کرام بھی موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں ہمارے لیے مصر کے مفتی صاحب کا قول ''مفتی بہ'' ہو ہی نہیں سکتا۔ درانی صاحب نے مخلوط میراتھن دوڑ کے جواز میں حج کی مثال پیش فرمائی تھی۔ فقہی استنباط کے لحاظ سے ''فتویٰ کوئی مجتہد'' ہی دے سکتا ہے۔ رہے شیخ رشید صاحب تو وہ ایک ''مقلد'' مفتی ہیں۔ فقہ پرویزیہ کے مقلد، البتہ گاہے گاہے وہ بعض پیچیدہ فتاویٰ کی صورت میں آنٹی شمیم جیسی ''مجتہد فی المذہب'' کے مذہب پر بھی فتویٰ دے دیتے ہیں۔

جس دن مجھے ڈاکٹر فاروق نے بتایا کہ اس کا حج ''پھٹنے'' سے بچ گیا ہے مجھے ڈاکٹر کی معصومیت پر بہت ترس آ گیا۔ ڈاکٹر شاعر مزاج آدمی ہے۔ میں اسے کیسے بتاتا کہ جس کلکتے میں تم پلے بڑھے اسی کے ذکر سے مرزا غالب کے سینے میں تیر پیوست ہوتا تھا اور غالب نے کہا تھا'' کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب''۔ لیکن غالب کا زمانہ کب کا لد چکا۔ غالب تو غالب تھے، اقبال کا دور بھی گزر چکا جنھوں نے کہا تھا'' تیری نماز بھی حجاب، تیرا قیام بھی حجاب''۔ یہ اکیسویں صدی ہے، عرفات کے میدان میں ایک بزرگ مصری خاتون وضوخانے کی طرف گئیں وہ غلطی سے مردوں والے حصے کی طرف بڑھیں تو کئی حاجی صاحبان نے پکار کر کہا بی بی یہ ''رجال'' کے لیے ہے۔ رجال کے لیے ہے۔ خاتون یکبارگی ٹھٹھکیں اور پھر ایک جملہ کہہ کر پلٹ گئیں۔ ''رجال'' کیا تم میں اسامہ کے علاوہ بھی کوئی رجل ہے؟ آہ۔ بوڑھی اماں! ہم میں اسامہ سمیت کوئی بھی رجل نہیں ہے۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501